







# قانون شریعت اسلامی

عالم، محدث، مفسر بلکہ کسی دیندار شخص سے بھی  
پہلے منقول نہیں ملتی کہ اس نے مطلقاً  
کا نفقہ اس کے طلاق دینے والے پر مطلقاً  
کی عدت کے ختم ہونے کے بعد واجب کیا  
ہو، ظاہر ہے کہ یہ دین اسلام۔ تام تر  
منقول ہے اور اس کے بنیادی مأخذ  
قرآن مجید اور سنت کے جس طرح انفاظ  
منقول ہیں اسی طرح معانی اور مصداقات  
بھی ہیں اور جو ہے کہ کسی کو اس کی اجازت  
نہیں کہ قرآن دست میں موجود کلمات و  
تعییرات کی وجہ تشریح کرے جو صحابہ تابعین  
اور سلف سے منقول تغیر کے خلاف ہو۔  
اسی میں دین و ملت کی سلامتی ہے۔  
درنہ اگر جدید یہ انداز کی تشریح کا دردازہ  
کھو لا گیا تو ز جانے "دین و شریعت" کا  
حلید کیا ہو جائے گا، اور بعض کیا گا رٹی ہے  
کہ "صلوٰۃ" و "صوم" کی جیسی سلطنتیں  
کو بدل کر نہ رکھ دیا جائے گا اور یہ احتمال  
توت متنیل کی پرداز نہیں بلکہ ایک مش  
آمدہ حقیقت ہے جس کے ثبوت میں مفت  
دو دفعے پیش کیے جاتے ہیں ایک قدیم  
زمانہ کا اور ایک حال کا۔ حال کا واقعہ  
ہندستان کے مشہور مغلکو دعالم مولانا یبدی الحسن  
علی مددی مذطلہ کے انفاظ میں ہے۔  
۱۔ راقم سطور (مولانا موصوف) کو  
ایک مسلمان فاضل کے مقام انسانی کا  
موتد علاج میں انہوں نے ثابت کیا  
ہے کہ قرآن مجید یہ جہاں جہاں  
لغٹ، صلوٰۃ، آبایا ہے اس سے مراد  
اسلامی حکومت اور اقتدار ہے۔

د منصب بیویت مفت ۲)

۲۔ دیکھنے مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہے  
دوسری مثال، زمانہ سابق میں بعض  
خام صوفیوں نے قرآن مجید کی سورہ حجر  
کی آیت "وَاعْبُدْنِي بَعْدَ حَتّیٰ يَا تَبَّاعِي لِلْقَدْنِينَ"  
کی ایسی تشریح کی تھی جس سے انہوں نے اپنے  
جبیوں کا احکام شریفہ پر عمل سے بڑا ہونا  
ثابت کیا (دیکھنے اور کانار بوسٹ ۳)

یہ دونوں ثابتیں۔ دین کا دردازہ  
اس کی غلط رکھنے والوں کی آنکھیں کھوں  
دینے کے لئے کافی ہیں کہ اگر قرآن مجید یا  
سنت رسولؐ کے کسی کلام، یا تعییر کی تغیر  
سلف صالحین کے بیان کو نظر انداز کر کے۔

والی با، جدید کی گئی توجیہ اس سے ہے دیکھنے  
کے نام پر الحاد کا ابسا دردازہ کھلے گا،  
جس کا بند کرنا ممکن نہ ہو سکے جھاکیوں کو پھر  
مات طلاق کی طرف سے نہ کروہ اصول  
کی طرف سے نہ کروہ اصول کی تشریح حکومت  
کی یہ ذمہ داری لازمی ہے۔

بے رہی کر دیتے ہیں، مگر یہ ہے کہ ان طور  
سے بغیر جاندار اور منفعت حراج لوگ  
پسند کر دیتے کے قیصلہ کی طاطی اور خرمی  
حکم کے معنی بر عملت پہنچتے ہیں کہ ن  
کسی درج میں واقع ہو جائیں گے خدا  
کے پر کوشش اس بارے میں کامیاب  
و تقویل ہو۔

ہمارا شاید اس حقیقت کا اظہار  
بھی ہے جانے پر گاہ کہ جہالت یاد نہیں ہے کی  
کہی کی وجہ سے شوہروں کی طرف سے یہ یہوں  
پڑیا دیتا کرنا اے۔ بلا وجد محتقول کے طلاق  
و سے دینا اتنی لذت سے روشن ہونے لگا  
ہے کہ خیر خواہان امت پر اس کی طرف توجہ  
دریافت ورثی ہو گیا ہے۔ مسلم پرسنل لا بورڈ<sup>۱</sup>  
نے اسی مقصد سے اصلاح معاشرہ کیتی  
بانی ہے جس کا کام از بانی و عظی و نصیحت  
اور کتابوں و کتب پیغمبر کے دریوں اس طرح  
کی تلاحرکتوں پر روک لگنے کی کوشش  
کرنا ہے واقعیہ ہے، جس پر تجویزات پہنچاہیں،  
کہ مغض دنیا وی عالم کے ذریعہ کسی برائی  
کو نہیں روکا جاسکتا اب تک آخرت کی بازی پر  
کا تھیں پیدا نہ ہو اس وقت تک سخت سے  
سخت تو انہیں۔ چوت سے چوت منتظر  
کے ذریعہ ناقہ کرنے کے باوجود نقطہ کاریاں  
بند نہیں ہو سکتیں اس لئے اصل علاوہ پر  
بے کو حقیقی دینداری پیدا کرنے کی کوشش  
کی جائے اور اس میں مرد و عورت کی افرینش  
نہیں ہے۔ بے دین عورت بھی شوہر کے لئے  
سلسلہ تھیں یا بن سکتی ہے جس طرح بے دین  
شوہر بھی کہے۔

ہمارا اس مام غلط فہمی کا ازالہ  
بھی ضروری ہے کہ سمجھایا جائے کہ بہیش  
طلاق دینے میں تصور و امرد ہوتا ہے اور  
عورت بے تصور ہوتی ہے حالانکا اس  
ہونا نہیں کیوں کہ یہ واقع ہے کہ کم سے کم  
ایک چھ تھالی سواتھ پر عورت بھی سراسر  
تصور و ارہوتی ہے اور مرد مظلوم بلکہ بھور  
ہوتا ہے اور پھر بھی طلاق دینے میں ازالہ  
کرتا ہے۔ ہم لوگ کہ جن سے سائل  
شرمیہ علوگا مسلموم کی جاتے ہیں اس  
صورت حال کے براءہ ماست گویا شاہد  
ہیں۔ اور مثاہرہ کا انکار کیا ہیں یہ تله

تو یہ مسلمان بعض اس بنابر اجتماع د  
کریں گے کہ یہ وحدت تعدد راست کی بے دوافی  
کی نہیں اور یہ دلیل ایسیں اجتماع سے  
ہادر کئے کے لئے کافی ہے گی!

حقیقت یہ ہے کہ اگر قانونی و اصطلاحی  
طور پر کسی بھی دنوں کے تحت کوئی ایسا حکم  
آجائے جو دندر میں دیے ہوئے مسلم  
پرسنل لا پر محتقول کرنے کے حق کو متاثر  
کرتا یا کر سکتا ہے تو اس کے خلاف اجتماع  
کرنا اور اس بدلوان کی ہر ہمکن کو کوشش  
کرنا مسلمانوں کا سوری حق ہے گا۔ مغض  
اس دلیل سے زبان بندی نہیں کی جاسکتی  
کہ یہ... اصطلاحاً فلاں قسم... کے تحت  
ہے۔ نماں کے نہیں یہ اس بارے میں یہ پہنا  
کر جب دنہ ۱۲۵ منظور ہوئی تھی اس وقت  
”مسلم پرسنل لا بورڈ“ نے اجتماع کیوس  
نہیں کیا (نماہاتھیت پر مبنی ہونے کے مطابق)  
ہمایت ہی کمزور بلکہ نامحتقول بات ہے۔ اگر  
کچھ مدت تک کوئی شخص اپنا حق وصول کرنے  
کی توانی کو کوشش کسی محتقول وجہ سے نہ کر سکا  
ہے تو کیا ایسے شخص کو یہ طعنہ دیا جاسکتا ہے کہ  
اب تم کیوس خاموش رہے؟ (اگر وہ قانونی  
یہاد نگز رچلی بوجس ہیں قانونی چارہ جوئی  
کا حق ختم ہے جاتا ہے) علاوہ ازیں یہ بات  
سر اسرنا و اتفاقیت پر مبنی ہے کہ مسلم پرسنل  
بورڈ ناماموش رہا۔ بورڈ کا قیام اس سال  
جو ابھی جس سال یہ دفعہ وجد میں آئی تھی  
بورڈ نے اپنے قیام کے اویس و درمیں ہی  
اس دفعہ کو یہ دلوان کی جدوجہد کی جس کے  
نتیجے میں پارلیمنٹ نے دنہ ۱۲۵ کے اندر  
حسن ع۔ (ب) کا اتنا ذکر کیا اس میں درمیں  
”مسلم پرسنل لا“ کو محتقطع دینا ہیں مقصود تھا  
جس پر پارلیمنٹ کی کارروائی اور دیکارہ<sup>۲</sup>  
گواہ ہے اور اس مقدمہ پر مبحث کے دروازے  
مسلم پرسنل لا بورڈ کی طرف سے اس کا بولہ  
نہ کرہ کیا بھی گیا تھا اور کمکتے دعویت مسلم پرسنل  
نہر، مگر اسوس کو بخوبی نے اس کا ذہنس میں  
یا اور اسے بالکل نظر انداز کر دیا ان باتوں  
کے علاوہ اور کبھی باتیں، فیصلہ کے حق میں کبھی  
گئی ہیں مگر اس تحفظ ممنون میں ان سب کا  
جواب دینا مقصود نہیں اور نہ ایسے سب  
دلائل صحیح کرنا کہ جن سے اس فیصلہ کا غلط  
ہونا اور قانون شریعت کا برحق ہے نہیں  
ہوتا ہے، اس کے لئے تو اس بھی مزدودت  
ہے (بے کسی حد تک راتم کی کتابی ساختی)  
صالیم۔ اور اس کا معاقارہ، شرعی تو ایکن  
یہ عورت کی رعایت دینے مسلم پرسنل لا  
بورڈ کی طرف سے شائع کردہ بھور بالا رہا

کی صورت میں مطلقاً اسے چھوڑ کر خود کو  
نکاح شانی کے بندھن میں پہنچانے کے لیے  
عموماً آمادہ نہ ہو گی اور اگر دہ جوان ہے  
تو اس کے شہروں کی جذبات کی تکمیل کے لیے  
- بجز بذریعہ کے اور کون اسی راہ رہ جائیں؟  
(نماہ کے خطرہ کا سد باب شریعت کے  
مقرر کردہ نفقہ کے طریقے ہو ہی جائیں)

منڈکوہ بالا دلیل سے بھی زیادہ  
نی منطقی اور جذبہ باتی دلیل یہ ہے کہ رہنماء  
منشکے بعد جس طرح پیش دی جاتی ہے  
اسی طرح مطلقاً نفقہ طلاق دینے والے  
دواہ جائے اس دلیل کا بے وزن ہونا (اگر  
اسے دلیل کہ جائے) معمولی غور و نکر سے محروم  
عقلہ اسے پر بھی داخی ہو سکتا ہے کیونکہ مثال<sup>۳</sup>  
بالکل غلط ہے صحیح مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص  
اپنے نالائق ملازم کو جائز شکایات کی نیبار  
پر علیحدہ کرتا ہے تو کیا کوئی یہ کتابے کرے؟  
گزارہ دہ جائے در نہ یہ بھو کا مر جائے گا۔  
شریعت نے طلاق کو بالکل آخری چارہ  
کار کے طور پر جائز قرار دیا ہے جبکہ  
نباہ کی تاماً تدبیر س ناکام ہو جکلی ہوں  
اور دنوں کا ایک دوسرے کے ساتھ  
رہناد دنوں کی ذات ہی کے لیے نہیں  
ان کے کبتوں کے لیے بھی مضر ہو سکتا  
ہو۔ ایسی صورت میں بھی اگر ده طلاق  
دیتا ہے تو کون اسی محتقول وجہ ہے کہ  
خطا ہار سمجھا جائے؟ اس پر تاہیات نفقہ  
کی ذمہ داری کی تلوار لے کانا سے طلاق  
دینے سے ہی روک دینے کا سبب بنے گا۔  
اس طرح ان دنوں کی زندگی کیسی بے کیف  
بلکہ تکلیف دہ گزرے گی اس کا اندازہ  
لگانا مشکل نہیں، پھر ایسی بے کیف اور  
پھر اذیت زندگی سے چھکارا پانے کے  
لئے اگر دہ کسی سیگن جرم (مشلاً قتل) کا  
ار تکاب کر میٹھے تو اس کی ذمہ داری اس کی  
پر حقیقت عائد ہوئی چاہیے! (انصاف  
سے فیصلہ کر بھے!)

اس سلسلہ میں اس سے بھی زیادہ  
کمزور بات۔ توانی محتقول کی طرف سے یہ کبی  
گئی ہے کہ دنہ ۱۲۵ تحریکات (کریمنل)  
کی دفعہ ہے نہ کہ دیوانی کی اور تحریکات  
میں ”مسلم پرسنل لا“ کی رعایت نہیں ہے۔  
یہکہ ان توانوں دنوں کی اس گلستان پر کسی  
سجدہ اور آدمی کا معلق ہونا بہت مشکل ہے  
اگر کل کو ایسا کوئی تحریکاتی دفعات کے  
تحت۔ قانون بنادیا جائے کہ ہر اجتماع  
دنوں ہے (بیسے دفعہ ملکہ) اور اس کے تحت  
بھو اور بہن کے اجتماعات بھی لے لیے جاؤ

دہ جائے) یعنی بذریعہ عورت رشتہ داروں  
سے یہ نفقہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔  
اس سلسلہ میں ایک خاص بات  
قابل توجیہ ہے کہ عام طور پر یہ کہا جائے  
ہے کہ مطلقاً طلاق دینے والے کی طرف  
سے نفقہ دلانے میں آخر کیا ہرج ہے؟ اس  
سے قرآن و حدیث میں منع تو نہیں کیا  
گیا ہے، اس طرح سوچنے والے یہ بات  
ہائکل نظر انداز کر دیتے ہیں کہ مطلقاً  
عورت اگر بتین طلاق دی کی گئی ہوں تو  
طلاق دینے والے کے لیے اجنبی عورت  
سے بھی زیادہ بے گاہ بن جاتی ہے کیونکہ  
اجنبی عورت سے تو اگر کوئی اور مانع  
شرعی نہ ہو، اس شخص کا نکاح ہو بھی  
سکتا ہے مگر اس مطلقاً سے نہیں ہو سکتا  
تو کیا یہ بات محتقول کی جاسکتی ہے کہ  
کراجنی شخص پر کسی اجنبی عورت کا نفقہ  
لازم کر دیا جائے؟ اگر اسے محتقول سمجھا جائے  
سکتا ہے تو پھر تباہ طلاق دینے والے شخص  
پر اسی کیوں کسی اور شخص پر کیوں دو ایں  
قرار دیا جائے؟ درج شرعی طور پر دنوں  
کی حیثیت یکساں ہے بلکہ طلاق دینے والا  
شخص زیادہ بیسید اور اجنبی ہے تو نہیں کی  
قرآن و حدیث میں اسے منع تو نہیں کی  
گیا ہے، مالا نکد حدیث صحیح سے لا لا لا یحل  
لامونی میں مال اخیلہ الابیط نفس مٹ۔ مٹ  
احد ص ۱۲۴) صان طور پر اس کی حرمت  
علوم ہوتی ہے اور قرآن مجید سے بھی نہ  
کے بعد نفقہ نہ دینے کے حکم پر دلیل مل  
جاتی ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے مسلم  
پرسنل لا بورڈ، کی طرف سے شائع کردہ  
رسار، نفقہ مطلقاً کا مسئلہ قرآن و حدیث  
کی ردشتی میں...) علاوہ ازیں قرآن مجید  
کی آیت ”لاتاکلو ۱۱ موالکم بین کہ  
بالا طل“ کے عموم سے بھی اسکی حرمت  
نکلتی ہے۔

ربا یہ کہنا کہ مطلقاً عورت شوہر  
سابق سے نفقہ نہ ملنے کی صورت میں ناتم  
کرے گی یا بد کاری پر آمادہ ہو سکتی ہے،  
تو اس بات میں بھی کوئی وزن نہیں۔  
مغض جذبہ باتیں کی یہ بات بے مذکور  
پر صحابے کو طلاق دینے والے کی طرف  
سے مطلقاً کو نفقہ مسلسل ملنے کی صورت  
میں اس کے بذریعہ میں بتلا جو جانے کا  
امکان زیادہ ہے کیونکہ اس کے اتنی محتقول تھم  
جو گزارہ کے لیے کافی ہو، ماہ بہا فہمی  
ادنی اسی ذمہ داری نبہول کے متعلق رہے





